

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولایت اور کرامت - ایک علمی و تحقیقی جائزہ

نظر ثانی: فضیلۃ الشیخ / سید معراج ربانی وفقہ اللہ

از قلم: ابو عبد اللہ / عنایت اللہ بن حفیظ اللہ السبلی

ولایت کی لغوی و اصطلاحی تعریف:

عربی زبان میں ”ولایت“ کے معنی قربت اور دوستی کے ہیں، یہ عداوت کی ضد ہے، جس کے معنی دوری اور دشمنی ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں ”ولایت“ اور دین کے ایک ایسے عظیم مقام و مرتبہ کا نام ہے جس سے صرف وہ شخص سرفراز ہو سکتا ہے جو دین کے تمام امور کو ظاہری و باطنی طور پر سرانجام دینے والا ہو، (شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ، از لا لکائی، ۷/۹)۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اللہ کا ولی وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ چیزوں میں اس کی موافقت کرتے ہوئے اس سے دوستی رکھے، اور اللہ کے احکام کی اطاعت و فرمانبرداری کر کے اس سے قریب ہو“ (مجموع فتاویٰ، ۶۲/۱۱)۔

کرامت کی لغوی و اصطلاحی تعریف:

”کرامت“ ملامت کی ضد ہے، اصطلاح شرع میں کرامت ایسے خارق عادت (خلاف عادت) امر کو کہتے ہیں، جسے اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء اور نیک بندوں کے ہاتھوں پر ان کی عزت افزائی کے لئے ظاہر فرماتا ہے“ (شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ، از لا لکائی، ۱۵/۹)۔

کرامت کا ظہور و عدم ظہور:

کرامت کے ظہور و عدم ظہور کے سلسلہ میں درج ذیل تین رائیں ہیں:

۱- یقیناً اللہ کے اولیاء اور صالحین پر کرامتوں کا ظہور حق ہے، البتہ ان کی حیثیت انبیاء کرام پر ظاہر ہونے والے معجزات کی طرح نہیں ہوتی ہے، علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں: ”اس کے باوجود اولیاء انبیاء سے کمتر ہیں، ان میں کسی کی کرامت کبھی بھی رسولوں کے معجزات تک نہیں پہنچ سکتی“ (النبوات: ص/۴۰)۔

۲- اللہ کے اولیاء سے کرامات کا ظہور برحق ہے، لیکن اس میں کوئی قید و بند نہیں ہے، چنانچہ جو چیزیں انبیاء سے بطور معجزہ ظاہر ہوتی ہیں، وہ اولیاء سے بطور کرامت ظاہر ہو سکتی ہیں، یہ اشاعرہ (صفات الہی کے باب میں ایک گمراہ فرقہ) کی رائے ہے۔

۳- انبیاء کرام کے علاوہ کسی سے خرق عادت کا ظہور نہیں ہو سکتا، یہ معتزلہ صفات الہی کے باب میں ایک گمراہ فرقہ (ابن حزم اور ابو اسحاق اسفرائینی اشعری کی رائے ہے)۔

راجع قول: کرامات کے ظہور و عدم ظہور کے سلسلہ میں مؤخر الذکر دونوں رائیں کتاب و سنت کے معروف و مشہور دلائل کے خلاف ہیں، اس سلسلہ میں رائج بات یہ ہے کہ انبیاء کرام کے خوارق کے علاوہ (اس سے کمتر) چیزیں اللہ کے صالح بندوں سے کرامتہ ظہور پذیر ہو سکتی ہیں، بجز طیکہ کتاب و سنت کے اصول سے ٹکراتی نہ ہوں، (جیسا کہ ان اصولوں کا بیان کرامات کے ضوابط کے تحت ان شاء اللہ ہوگا) ۹۹ یہی بات کتاب و سنت کے دلائل اور سلف امت سے ثابت ہے۔

اولیاء کی قسمیں:

اولیاء کی دو قسمیں ہیں: ۱- رحمانی اولیاء ۲- شیطانی اولیاء

☆ رحمانی اولیاء کے چند دلائل درج ذیل ہیں:

۱- ارشاد باری تعالیٰ: ﴿إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ لا خوف علیہم ولا هم یحزنون، الذین آمنوا و کانوا یتقون ﴿﴾۔

سنو! اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں“ (یونس: ۶۲، ۶۳)۔

۲- فرمان الہی: ﴿اللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور﴾۔

”اللہ تعالیٰ مومنوں کا ولی اور دوست ہے، وہ انہیں تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکال لے جاتا ہے“ (الطہ: ۲۵۷)۔

۳- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ومن یتول اللہ ورسولہ والذین آمنوا فان حزب اللہ ہم الغالبون﴾۔

”اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول ﷺ سے اور مومنوں سے دوستی رکھے، تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غالب رہے گی“

(المائدہ: ۵۶)۔

☆ شیطانی اولیاء کے چند دلائل حسب ذیل ہیں:

۱- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿والذین کفروا أولیائہم الطاغوت یرجونہم من النور الی الظلمات، أو لئک أصحاب

النارہم فیہا خالدون﴾۔

”اور کافروں کے اولیاء شیطان ہیں، جو انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں، یہی لوگ جہنمی ہیں جو ہمیشہ اسی

میں رہیں گے“ (البقرہ: ۲۵۷)۔

۲- ﴿والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت فقاتلوا أولیاء الشیطان ان کید الشیطان کان ضعیفاً﴾۔

”اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ طاغوت (غیر اللہ) کی راہ میں لڑتے ہیں، لہذا تم شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو، بلاشبہ شیطان کی

چال انتہائی کمزور ہے“ (النساء: ۷۶)۔

۳- ﴿ومن یتخذ الشیطان ولیاً من دون اللہ فقد خسر خسراً مبیناً﴾۔

”اور جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا دوست بنائیگا وہ صریح نقصان میں ہوگا“ (النساء: ۱۱۹)۔

۴- ﴿انا جعلنا الشیاطین أولیاء للذین لا یؤمنون﴾۔

”ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کا دوست بنایا ہے جو ایمان نہیں لاتے“ (الاعراف: ۲۷)۔

۵- ﴿وان الشیاطین لیو حون الی أولیائہم لیجادلوکم وان أطعتموہم انکم لمشرکون﴾۔

”اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں تاکہ وہ تم سے جدال کریں، اور اگر تم ان لوگوں کی اطاعت کرنے لگو تو یقیناً

تم مشرک ہو جاؤ گے“ (الانعام: ۱۲۱)۔

اولیاء اللہ کے مراتب:

یوں تو مقام ولایت رحمانی ایمان اور تقویٰ پر منحصر ہے، جو شخص ایمان اور تقویٰ میں جس قدر ممتاز ہوگا اسی قدر وہ اللہ کا کامل ولی ہوگا،

لیکن مجموعی طور پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اولیاء اللہ کے تین مراتب بیان فرمائے ہیں، ارشاد ہے:

﴿لم أؤثنا الكتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ

ذلک وہ الفضل الکبیر﴾۔

”پھر ہم نے ان لوگوں کو اس کتاب (قرآن مجید) کا وارث بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں پسند فرمایا، پھر بعض تو ان میں سے

اپنی نفسوں پر ظلم کرنے والے ہیں، اور بعض متوسط درجہ کے ہیں، اور بعض ان میں سے اللہ کی توفیق س نیکیوں میں سبقت کرنے والے ہیں، یہ

بہت بڑا فضل ہے“ (فاطر: ۳۲)۔

آیت کریمہ میں ”ظالم لنفسہ“ سے مراد وہ مومن ہے جو بعض فرائض و واجبات میں کوتاہی کرتا ہو، اور بعض حرام امور کا مرتکب ہو۔ اور ”مقتصد“ سے مراد وہ ہے جو فرائض و واجبات کو انجام دے اور محرمات سے کنارہ کش ہو، البتہ بعض مستحبات کا تارک اور بعض مکروہات کا مرتکب ہو۔

نیز ”سابق بالخیرات“ سے مراد وہ ہے جو تمام فرائض و واجبات و مستحبات کو انجام دے اور تمام محرمات و مکروہات اور افضل کے مقابلہ میں بعض مباح کو بھی ترک کر دے۔ (المصباح المزین فی تہذیب تفسیر ابن کثیر: ۸۹۷)۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ”سابق بالخیرات“ بلا حساب و کتاب جنت میں جائے گا اور ”مقتصد“ اللہ کی رحمت سے، اور ”ظالم لنفسہ“ رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے“ (الطبرانی: ۱۱/۱۸۹)۔

اصحاب خوارق کی قسمیں:

کرامات کے اثبات کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ جس کسی کے ہاتھ پر خارق عادت امر کا ظہور ہو جائے اسے اس کی کرامت سمجھی جائے، اور اسے اولیاء اللہ کی فہرست میں شامل کیا جائے، کیونکہ اس سلسلہ میں لوگوں کی کئی قسمیں ہیں، چند قسمیں درج ذیل ہیں، تاکہ سچی اور جھوٹی ولایت کا فرق سمجھنے میں آسانی ہو:

- ۱- ایسے لوگ جو مومن، متقی، صالح اور ظاہری و باطنی طور پر شریعت کے جملہ امور کی بجا آوری کرنے والے ہوں، اور رسول گرامی ﷺ کو قولاً عملاً اپنا اسوہ اور آئیڈیل سمجھتے ہوں، اور امت کے دیگر افراد پر اپنی کوئی اضافی فضیلت نہ سمجھتے ہوں، اور نہ ہی اپنے نفسوں کی طہارت و پاکی بیان کرتے ہوں، تو ایسے لوگوں کے خوارق کو (اگر واقعی ثابت ہوں تو) کرامت اور انہیں ولایت سے متصف مانا جاسکتا ہے۔
- ۲- ایسے کافر اور فاسق و فاجر لوگ جو دراصل شیطان کے مہرے ہیں اور شیطان ان کا مہرہ ہیں، یہ لوگ جادو، کہانت، شعبہ بازی اور دجل و فریب کے دیگر ہتھکنڈوں کے ذریعہ لوگوں کو خلافت عادت چیزیں دکھاتے ہیں، اور انہیں گمراہ کرتے ہیں، ایسے لوگ اولیاء الرحمن نہیں بلکہ اولیاء الشیطان ہیں، ان کی ایک پہچان یہ ہے کہ یہ لوگ شریعت کے واجبات اور محرمات سے بالکل بے پروا ہوتے ہیں، چنانچہ ایسے لوگ ولایت کی دو بنیادی شرطوں ایمان اور تقویٰ سے عاری ہونے کے سبب ولایت کی صف میں نہیں آسکتے، اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَا تُنْزِلُ الشَّيَاطِينُ، تَنْزِلُ عَلَىٰ كُلِّ آفَاكٍ أَثِيمٌ، يُلْقُونَ السَّمْعَ وَ أَكْثَرَهُمْ كَاذِبُونَ﴾

(الشعراء: ۲۲۱-۲۲۳)۔

”کیا میں تمہیں بتاؤں کی شیطین کس پر اترتے ہیں، وہ ہر ایک جھوٹے گنہ گار پر اترتے ہیں، اچھٹی ہوئی سنی سنائی پہنچا دیتے ہیں اور ان میں سے اکثر جھوٹے ہوتے ہیں۔“

- ۳- تیسری قسم ان جاہل، سادہ لوح عبادت گزار اور صوفیاء کی ہے جنہیں شیطان نے معوری یا غیر شعوری طور پر گمراہ کر رکھا ہے، یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر کبھی تنہائی میں کوئی عجیب و غریب چیز دیکھتے ہیں یا کوئی غیر مانوس آواز سنتے ہیں تو یہ سوچنے لگتے ہیں کہ انہیں فرشتہ پکار رہا ہے، یا ان پر غیبی امور منکشف ہو رہے ہیں، اسی طرح ایسے لوگوں کے سامنے کبھی شیطان کسی جانور مثلاً، کتے یا گدھے وغیرہ کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور انہیں کسی غیر معلوم جگہ یا حج وغیرہ کیلئے لے جاتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ساری چیزیں کرامت ہو رہی ہیں، حالانکہ یہ شیطانی فریب ہوا کرتے ہیں۔

حدیث ولایت کی تشریح اور انحرافات:

اللہ کے اولیاء، ان کے مراتب، ان کے حقوق اور ان کے مقام و مرتبہ کے تعلق سے سب سے واضح اور صحیح ترین روایت وہ حدیث قدسی ہے جو صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے ”يقول الله تعالى: من عاد لي ولياً فقد آذنته بالحرب، وما تقرب إلي عبدي بشيء أحب إلي مما الفترضته عليه وما يزال عبدي يتقرب إلي بالنوافل حتى أحبه، فإذا أحبته كنت سمعه الذي يسمع به وبصره الذي يبصر به ويده التي يبطش بها ورجله التي يمشي بها، وإن سألني لأعطينه ولئن استعاذني لأعيذنه، وما ترددت عن شيء أنا فاعله ترددي عن نفس المؤمن يكره الموت وأنا أكره مساءته“۔

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں، اور میرے فرائض سے بڑھ کر مجھے کوئی چیز محبوب نہیں ہے جس سے میرا بندہ میرا قرب حاصل کرے، اور میرا بندہ مسلسل نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل رہے گا یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگوں گا، اور جب اس سے محبت کرنے لگوں گا تو میں اس کا کان بن جاؤں گا جس سے وہ سنے گا، اس کی آنکھ بن جاؤں گا جس سے وہ دیکھے گا، اس کا ہاتھ بن جاؤں گا، جس سے وہ پکڑے گا، اور اس کا پاؤں بن جاؤں گا جس سے وہ چلے گا، اگر وہ مجھ سے مانگے گا تو ضرور دوں گا، میری پناہ کا طالب ہوگا تو اسے پناہ دوں گا، مجھے جو کام کرنا ہوتا ہے اس سے میرے اندر اس درجہ تردد نہیں ہوتا جس درجہ اس مومن کی روح قبض کرنے سے ہوتا ہے، جسے موت ناپسند ہوتی ہے، مجھے بھی اسے تکلیف دینا پسند نہیں ہوتا“ (بخاری)۔

یہ اس حدیث کا واضح اور دو ٹوک ترجمہ ہے لیکن بد قسمتی سے حلیوں، وحدۃ الوجود والشعوۃ کا عقیدہ رکھنے والوں اور تصوف کے عاشقوں کو اس حدیث کے چوتھے فقرہ ”فإذا أحبته كنت سمعه الذي يسمع به... الخ“ کے نہ سمجھنے کی وجہ سے شدید انحراف کا شکار ہونا پڑا، چنانچہ وحدۃ الوجود کے قائلین نے کہا کہ اس حدیث کا حقیقی معنی مراد ہے اور اللہ تعالیٰ ہی خود بندہ ہو جاتا ہے، جیسے کہ حضرت جبریلؑ فرشتہ ہونے کے باوجود وحیہ کلبیؑ کی صورت میں آتے تھے (معاذ اللہ)، اسی طرح متاخرین صوفیاء کا بھی عقیدہ ہے کہ یہی مقام فنا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود بندے میں فنا ہو جاتا ہے، نیز بعض گمراہ لوگوں نے اس کا معنی یہ سمجھا ہے کہ جب بندہ تمام ظاہری و باطنی عبادات کر لیتا ہے تو وہ ہر طرح کی کدورتوں اور آلائشوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے حتیٰ کی وہ خود اللہ ہو جاتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

یہ اور اس طرح کے دیگر انحرافات کے نتیجے میں ان کے باطل عقائد نے انہیں اہل زلیغ و ضلال کی فہرست میں لاکھڑا کیا ہے، حافظ ابن حجرؒ اس عقیدہ پر اک دقیق رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس عقیدہ کی تردید کیلئے حدیث کا اگلا جملہ ”وإن سألني لأعطينه“ ہی کافی ہے کہ اگر اللہ خود ہی بندہ ہو جاتا ہے تو مانگنے والا اور دینے والا کون کون ہوں گے؟ (الفتح: ۱۱/۳۵۲)۔

حدیث کے مذکورہ حصہ کا صحیح مفہوم:

حدیث کے ان الفاظ کا جو مفہوم سلف صالحین نے سمجھا اور بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہاں حقیقی معنی مراد نہیں ہے بلکہ مجازی معنی مقصود ہے، اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی نصرت و تائید کرے گا اور بندہ ان اعضاء کو اللہ کی اطاعت میں استعمال کرے گا، اللہ کی مخالفتوں سے محفوظ رکھے گا، حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری (۱۱/۳۵۲) میں اس سلسلہ میں اہل علم کے سات اقوال نقل کئے ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو نیکیوں کی انجام دہی اور برائیوں سے دوری کی توفیق دے گا اور اپنے نصرت سے نوازے گا، چنانچہ وہ اپنے اعضاء جسمانی کان، ناک، آنکھ، ہاتھ، پیر، اور دل وغیرہ کو اللہ کی پسندیدہ چیزوں میں استعمال کرے گا، اس کے علاوہ صوفیوں، حلیوں اور اتحادیوں نے جو معنی سمجھا ہے وہ کتاب و سنت کے صریح مخالف ہے۔

معتمد کرامات کے چند نمونے:

اللہ تعالیٰ کے اولیاء تمام انبیاء کی امتوں میں رہے ہیں، اور ان کے ایمان و تقویٰ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انہیں کرامات سے بھی سرفراز فرمایا ہے، چنانچہ اگلی امتوں میں جو کرامات صادر ہوئی ہیں ان میں سے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم کے پھل کا موجود ہونا، اصحاب کہف کا (۳۰۹) سال تک سوکر بیدار ہونا اور اس مدت میں سورج کی تمازت سے محفوظ رہنا، اصحاب الأخدود کے واقعہ میں جادوگر کے شاگرد کے ہاتھوں پتھر کی ایک ضرب سے خوفناک جانور کا ہلاک ہونا، آغوش مادر میں شیرخوار بچے کا بول پڑنا، اہل غار کی دعاؤں سے چٹان کھسک جانا، اور جریج راہب کی صفائی کیلئے شیرخوار بچہ کا گواہی دینا وغیرہ کتب احادیث سے ثابت ہے۔

امت محمدیہ ﷺ کے صلحاء اور اولیاء میں سب سے اولین مقام کے حامل حضرات صحابہ کرامؓ، اور پھر تابعین ہیں، ان سے بھی کرامات کا صدور ہوا ہے، بطور نمونہ ذیل میں احادیث صحیحہ سے ثابت شدہ چند کرامات کا ذکر کیا جاتا ہے:

☆ حضرت ابوبکر صدیق تین مہمانوں کے ہمراہ گھر تشریف لے گئے، جب کھانا شروع کیا تو جو بھی لقمہ اٹھاتے، کھانا اس کے نیچے سے بڑھ کر اس سے زیادہ ہو جاتا، سب نے شکم سیر ہو کر کھایا، اور کھانا پہلے سے زیادہ باقی رہا، پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے آپ ﷺ نے بھی تناول فرمایا اور دوسرے لوگوں نے بھی شکم سیر ہو کر کھایا۔

(بخاری)

☆ حضرت اسید بن حضیرؓ جب سورہ کہف پڑھتے تھے تو آسمانوں سے فرشتے ان کی تلاوت سننے کیلئے چھتری نما روشنی کی شکل میں نازل ہوتے تھے۔ (بخاری)

☆ حضرات عباد بن بشر اور اسید بن حضیرؓ ایک اندھیری رات میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے واپس ہوئے تو ان کے سامنے ایک روشنی ظاہر ہوئی، اور وہ اس روشنی میں چلتے رہے، اور جب دونوں جدا ہوئے تو روشنی بھی الگ الگ ہو کر دونوں کے ساتھ ہو گئی۔ (بخاری)

☆ حضرت خبیب بن عدی کو مکہ میں مشرکین نے قید کر رکھا تھا، ان کے پاس انگوڑا آتا تھا جسے وہ تناول فرماتے تھے، جبکہ ان دنوں مکہ میں انگوڑا کا نام و نشان بھی نہ تھا۔

(بخاری)

☆ اروی بنت حکم نے حضرت سعید بن زیدؓ پر زمین کے بارے میں ایک جھوٹا الزام لگا دیا، آپ نے بددعا کی کہ اے اللہ! اگر وہ جھوٹی ہے تو اس کی آنکھوں کی بینائی سلب کر لے اور اسے اس کی زمین میں ہلاک کر دے، چنانچہ وہ اندھی ہو گئی اور اپنی ہی زمین کے ایک گڑھے میں گر کر مر گئی۔ (مسلم)

☆ عامر بن فہیرہؓ شہید ہوئے تو ان کی لاش نہ ملی، اسے فرشتوں نے اٹھالیا، عامر بن طفیلؓ نے بلند ہوتے ہوئے دیکھا۔ (بخاری)

☆ حضرت حظلہ جب غزوہ احد میں شہید ہوئے تو انہیں فرشتوں نے غسل دیا۔

☆ مشہو تابعی حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے پیشین گوئی کی تھی کہ اگر وہ کسی مسئلہ میں اللہ کی قسم کھا لیں گے تو اللہ ان کی قسم کو پوری کر دیگا۔ (بخاری)

یہ اور اس طرح کی دیگر کرامتیں کتب احادیث اور سیر و تاریخ میں موجود ہیں۔

شیطانی کرامات کے چند نمونے:

کرامات کے نام پر لوگوں میں اور بعض کتابوں میں عجیب و غریب قسم کے واقعات منقول ہیں جو اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں، یہ دراصل کرامات نہیں بلکہ شیطانی فریب اور تلبیسات ہیں جن کے ذریعہ وہ بعض جاہلوں کو گمراہ کرتا ہے، اس طرح کی ایک مثال حسب ذیل ہے:

☆ علامہ ابن الحاج نے المدخل (۳/۲۱۵) میں ذکر کیا ہے کہ ایک مرید اپنے پیر کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا، پھر مجلس میں آنا ترک کر دیا، پیر نے غیر حاضری کا سبب دریافت کیا تو اس نے کہا: میں اسلئے آتا تھا کہ مقام ولایت پالوں اور اب میں وہ مقام پاچکا ہوں، لہذا حاضری کی ضرورت نہ رہی، پیر نے وہاں تک پہنچنے کی کیفیت دریافت کی، مرید نے عرض کیا کہ وہ ہر رات اپنے اور ادو وظائف جنت میں پڑھتا ہے، پیر نے بڑی منت سے کہا ازراہ کرم مجھے بھی جنت میں لے چلو، مرید نے رضامندی ظاہر کی، چنانچہ پیر نے مرید کے گھر رات گزاری، عشاء کے وقت دروازہ پر ایک پرندہ آیا، دونوں اس کی پشت پر سوار ہو گئے تھوڑی دیر تک محو پرواز رہنے کے بعد پرندہ ایک جنگل میں اترا، اتر کر مرید نماز میں مشغول ہو گیا اور پیر بیٹھ رہا، مرید نے پیر کو بھی نماز کیلئے کہا تو پیر نے کہا: بیٹے جنت میں نماز نہیں پڑھی جاتی، فجر کے وقت پرندہ پھر آیا، مرید نے پیر سے کہا: اٹھو اب واپس چلتے ہیں، پیر نے کہا: چپ رہو کیا جنت میں آنے کے بعد بھی کسی کو نکلتے ہوئے دیکھا ہے؟ اتنا کہنا تھا کہ رندہ نے پر پھڑ پھڑانا شروع کیا اور آواز نکالی، ایسا محسوس ہوا جیسے زمین حرکت کر رہی ہو، مرید نے گھبرا کر پیر سے کہا، اٹھو ورنہ ہم پر کوئی چیز گر جائے گی، پیر نے کہا: مطمئن رہو یہ پرندہ تمہیں جنت سے نکالنا چاہتا ہے، اور پھر پیر نے قرآن پڑھنا شروع کیا، اتنے میں پرندہ اڑ گیا اور وہ دونوں وہیں پڑے رہے، جب روشنی ہوئی تو دیکھا کہ دونوں ایک گندگی کے ڈھیر پر بیٹھے ہیں، یہ دیکھ کر پیر نے مرید کو ایک طمانچہ رسید کیا اور کہا: یہی وہ جنت ہے جہاں تجھے شیطان نے پہنچایا تھا!!!۔

کرامت کے چرائط و ضوابط:

ہمارے اس دور میں حقیقی کرامات کا ظہور تو کم ہی ہوتا ہے، لیکن ولایت کے پردہ میں میں جادو گروں، کاہنوں، شعبہ بازوں اور دجل و فریب کے کاروباریوں کی جعلی کرامتوں کا ایک طوفان بلا خیز پھا ہے، جس کے نتیجے میں جاہل، نادان اور سادہ لوح عوام کی اکثریت گمراہی کا شکار ہے، اس لئے ضروری ہے کتاب و سنت کی روشنی میں وہ شرائط و ضوابط تحریر کردئے جائیں جن سے ولایت و کرامت کی حقیقت اور سچائی کا علم ہو سکے، چند اہم ضوابط درج ذیل ہیں:

- ۱- سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ صاحب کرامت مومن اور متقی ہو، مشرک اور بدعتی نہ ہو، اللہ تعالیٰ نے اولیاء کی پہچان بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ، الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ﴾۔
- ”سنو! اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور اس کا تقویٰ اختیار کرتے ہیں“

(یونس: ۶۲، ۶۳)۔

لہذا، ضروری ہے کہ صاحب کرامت اللہ کے واجب کردہ احکام و فرامین کی انجام دہی کرتا ہو اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ حدود سے تجاوز نہ کرتا ہو، نیز مستحبات کی انجام دہی اور مکروہات و خلاف اولیٰ کے ارتکاب سے دور رہنے کی کوشش کرتا ہو۔

- ۲- دوسری اہم شرط یہ ہے کہ وہ خود ولی ہونے کا دعویٰ نہ کرتا ہو، کیونکہ ولایت ایک ایسا مقام ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے واجبات و مستحبات کی بجا آوری کرنے والے اور محرمات و مکروہات سے اجتناب کرنے والے بندوں کو عطا فرماتا ہے، اور یہ چیز انسان کے احاطہ علم سے خارج ہے کہ اس کا عمل اللہ کی بارگاہ میں قبول بھی ہوا یا نہیں، کہ وہ ولایت کا دعویٰ کرے، نیز ایسا کرنے میں تزکیہ نفس کا دعویٰ ہے جس سے

اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے، ارشاد ہے: ﴿فَلَا تَزِرُ كَوَا أُنْفُسُكُمُ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى﴾۔

”تم اپنے آپ کی پاکیزگی نہ بیان کرو، اللہ خوب جانتا ہے کون متقی ہے“۔ (النجم: ۳۲)

۳- تیسری شرط یہ ہے کہ وہ کرامت شریعت کے واجبات و فرائض میں سے کسی چیز کے ترک یا محرمات میں سے کسی چیز کے ارتکاب کا سبب نہ ہو، کیونکہ اولیاء اللہ کو کرامتیں ایمان و تقویٰ کی بنیاد پر حاصل ہوتی ہیں، لہذا ضروری ہے کہ وہ کرامت جس عمل کی بنیاد پر حاصل ہوئی اس کے خلاف نہ ہو، اس کی مثال یوں سمجھئے کہ بعض صوفیاء کو جن اٹھا کر عرفہ لے جاتا ہے اور انہیں بلا احرام، تلبیہ اور دیگر ضروری امور کی تکمیل کے حج کراتا ہے اور پھر واپس لاتا ہے، اسے جہلاء کرامت سمجھتے ہیں حالانکہ وہ کافر جنوں کا فریب ہوتا ہے، اسی طرح بعض کتابوں میں بعض اولیاء کی کرامتیں درج ہیں کہ وہ اپنی پنجوقتہ نمازیں اپنے وطن رہتے ہوئے حرمین شریفین اور بیت المقدس میں ادا کرتے ہیں، جیسا کہ فضائل اعمال، المفلوظ اور دیگر مبنی بر باطل کتابوں میں اس طرح کے واقعات بکثرت موجود ہیں، جو سراسر اسلام کے خلاف ہیں۔

۴- چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ کرامت دین کے کسی چھوٹے یا بڑے مسئلہ کے خلاف نہ ہو، مثلاً کسی شخص کے خواب یا بیداری میں کوئی نبی، فرشتہ یا بزرگ کی شکل میں آکر اسلام کی حرام کردہ امور کو اس کیلئے حلال ہونے یا حلال امور کو اس کیلئے حرام ہونے کی خبر دے، تو ایسی بات قطعاً کرامت نہیں بلکہ شیطانی مکرو فریب ہے، اور ایسے واقعات پیش بھی آئے ہیں، چنانچہ علامہ عیاض فرماتے ہیں کہ فقیہ ابو میسرہ مالکی ایک شب نماز میں مشغول تھے کہ یکا یک محراب پھٹا اور اس سے ایک عظیم نور ظاہر ہوا، ار اس نے کہا: ابو میسرہ تمہیں میری رضامندی حاصل ہو گئی، میں تمہارا رب اعلیٰ ہوں، تو انہوں نے اس پر تھوکتے ہوئے کہا: چل اے ملعون، تجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ (الموافقات: ۳/۲۷۵)

نیز ایک واقعہ اسی طرح کا شیخ عبدالقادر جیلانی سے بھی مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں مصروف عبادت تھا کہ اچانک میں نے ایک عظیم عرش دیکھا جس پر روشنی تھی، اور اس سے آواز آئی کہ اے عبدالقادر میں تمہارا رب ہوں، جاؤ میں نے تمہارے لئے وہ ساری چیزیں حلال کر دیں جو تمہارے علاوہ پر حرام ہیں، کہتے ہیں میں نے کہا: کیا تو وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، ذلیل ہوا اے اللہ کے دشمن! فرماتے ہیں کہ پھر وہ روشنی تاریکی میں بدل گئی۔ (التوسل والوسیلة: ۵۵)

ولایت الہی کے ثمرات:

اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا و آخرت میں بے شمار ثمرات عطا ہوتے ہیں، چند ثمرات درج ذیل ہیں:

☆ اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی غم۔ (یونس: ۶۲) ☆ اولیاء اللہ کو دنیا و عقبیٰ میں انعامات الہی کی بشارت ہے۔ (یونس: ۶۳)

☆ اولیاء اللہ تائید و نصرت الہی سے سرفراز ہوں گے۔ (النحل: ۱۲۸) ☆ دنیا و عقبیٰ میں اللہ تعالیٰ بھی ان کا ولی ہوگا۔ (فصلت: ۳۱) ☆ اولیاء اللہ سے دشمنی کرنا اللہ تعالیٰ سے اعلان جنگ ہے۔ (بخاری) ☆ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے اعضاء جوارح کو گناہوں سے محفوظ رکھے گا۔ (بخاری) ☆ اولیاء اللہ کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ (بخاری) ☆ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔ (البقرة: ۲۵۷) ☆ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء سے محبت کرتا ہے۔ (بخاری) ☆ اولیاء اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہوتے ہیں۔ (بخاری) ☆ اولیاء اللہ دخول جنت سے سرفراز ہوں گے۔ (البقرة: ۲۵) ☆ اولیاء اللہ پر شیاطین کا بس نہیں چلے گا۔ (النحل: ۹۹)۔

وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد و علی آلہ و صحبہ أجمعین۔